مطبوعات

ثنوی سِرّ الاسرار | تالیف: ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل صاحب۔ صدر شعبہ فلسفہ جامعہ راجشاہی (مشرقی پاکستان)۔ شائع کردہ: ۶/۱۷ پی۔ آئی۔ بی کالونی، کراچی نمبر ۵۔ صفحات ۲۶۴ قیمت آٹھ روپے

رُستم اور سہراب کے درمیان معرکہ اگرچہ ایک قصۂ پارینہ ہے لیکن ہر دور میں اپنے لیے عبرت کا سامان رکھتا ہے۔ ہم عملی زندگی کے ہر گام پر اس قسم کے معرکے سر کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات ہم ایک دوسرے کے بالکل قریب رہ کر بھی نہ صرف آپس میں بُعد اور بیگانگی محسوس کرتے ہیں بلکہ ناواقفیت کے عالم میں ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھ بھی جاتے ہیں۔ اسی قسم کی کیفیت ہمیں اس کتاب میں دکھائی دیتی ہے۔ کتاب کے فاضل مصنف فلسفہ اور تصوف پر گہری نظر رکھتے ہیں اور انہوں نے بڑے عالمانہ انداز میں ڈاکٹر اقبال کے فلسفۂ خودی پر گرفت کی ہے لیکن ہمیں افسوس سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر اقبال کے جن خیالات پر گرفت کی ہے ڈاکٹر مرحوم نے اُن سے ہمیشہ براءت کا اظہار کیا ہے۔ مثال کے طور پر فاضل مصنّف نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے:

"ہمارا مقصد اس ثنوی کو لکھنے سے یہ ہے کہ ہم لوگوں کو اس راستہ پر جانے سے روکنا چاہتے ہیں جو خودی کی طرف لے جاتا ہے اور جس کے ڈانڈے دانستہ یا نادانستہ طور پر خود بینی اور خود سری سے مل جاتے ہیں۔"

پھر خودی کی تعلیمات کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں:

"بہت کم لوگ اس حقیقت سے خبردار ہو سکے ہیں کہ اقبال کی تعلیمات سے جہاں بے شمار فوائد حاصل ہوئے وہاں بے راہ روی کا دروازہ بھی کھل گیا نوبت

یہاں تک پہنچ گئی کہ اب ہر شخص گویا "خودی کو بلند" کرنے میں مصروف نظر آتا ہے۔"

علامہ اقبال مرحوم کے کلام سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُن کے نزدیک خودی، خود نمائی، خود سری اور کبر و نخوت کے ہم معنی ہے اور اُن کی تعلیمات نے لوگوں کے اندر ایک غلط قسم کا پندار پیدا کیا۔ اُن کی تعلیمات سے یہ معنی اور نتیجہ اخذ کرنا انصاف کے منافی ہے۔

ڈاکٹر اقبال پیغمبر نہ تھے کہ وہ ہر چھوٹی بڑی لغزش سے یکسر پاک اور منزہ ہوتے۔ اُن کا کلام ایک عام انسان کا کلام ہے اس لیے اُن کے قلم سے کئی ایک باتیں ایسی نکل گئی ہیں جن سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مسئلہ ارتقاء کے متعلق علامہ مرحوم کی رائے پر فاضل مصنف نے جو گرفت کی ہے اُس میں کافی وزن معلوم ہوتا ہے، لیکن ان سب حقائق کو نگاہ میں رکھنے کے باوجود ہمارا تاثر یہ ہے کہ اقبال مرحوم کی تعلیمات کے ساتھ بعض مقامات پر صریح زیادتی کی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے سب سے پہلے علامہ مرحوم کو ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دیا ہے جو فی الواقع ان کا مقام نہیں اور پھر اُن پر گرفت شروع کی ہے۔

کتاب کے آخری حصے میں پروفیسر صاحب نے خودی کے رد میں اپنے بعض اشعار بھی درج کیے ہیں، اُن کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو:

لے نہ میرے سامنے نامِ خودی
کتنا خوں آشام ہے جامِ خودی

کام لے عقل و خرد سے کام لے
تھام لے مستوں کا دامن تھام لے

خرد کو اوصافِ خودی سے پاک کر
چاک کر قلب و جگر کو چاک کر

ذات سے اپنی پرے ہو کر بھی دیکھ
اپنی ہستی کو ذرا کھو کر بھی دیکھ (ع - ح - ص)